Physical Education, Health and Social Sciences

https://journal-of-social-education.org E-ISSN: 2958-5996

P-ISSN: 2958-5988

قراءاتِ قرآنیہ اور تفسیر میں ان کا کردار: منتخب قراءات کے تفسیری اور فقہی مضمرات کا تقابلی مطالعہ

Qur'anic Readings (Qira'at) and Their Role in Exegesis: A Comparative Study of the Interpretive and Legal Implications of Selected Readings

Dr. Waleed Khan[1], Arshadhussain[2], Dr. Muhammed Abid Nadeem[3]

[1] Lecturer, Institute of Arabic & Islamic Studies, GC Woman university Sialkot. Email: waleedkhan764110.wk@gmail.com

[2] PhD scholar NCBA &E. Email:Arshadhussain862@gmail.com

[3] Associate Professor, Department of Arabic and Islamic Studies, GC University Lahore. Email: muhammadabid36@hotmail.com, dr.mabidnadeem@gcu.edu.pk

DOI: ***https://doi.org/10.63163/jpehss.v4i1.1749***

Abstract

This study examines the phenomenon of Qur'anic readings (qirā'āt) and evaluates their function in exegesis (tafsīr) and Islamic jurisprudence (fiqh) through a comparative and analytical methodology. It begins by carefully clarifying the conceptual vocabulary of the discipline, namely qirā'a, riwāya, ṭarīq and wajh, and by distinguishing the revealed Qur'anic text from its modes of recitation, as well as the seven aḥruf of the well-known prophetic ḥadīth from the Seven Readings later systematised by Ibn Mujāhid (d. 324/936). The historical formation of the corpus is then reconstructed, from the collection of the codices under Abū Bakr and ʿUthmān to the three-fold criteria of authenticity formulated by Ibn al-Jazarī, and the traditional account is set against the revisionist arguments of Shady Nasser and Christopher Melchert, who regard the doctrine of tawātur and the exclusive canon of seven as products of a later canonisation. The second half of the article analyses selected readings whose interpretive and legal consequences are most pronounced: Māliki/Maliki in al-Fātiḥa, fa-tabayyanū/fa-tathabbatū in al-Ḥujurāt, yaṭhurna/yaṭṭahharna in al-Baqara, the accusative and genitive readings of arjulakum in al-Māʾida, and lāmastum/lamastum in al-Nisāʾ. The juristic treatment of non-canonical (shādhdh) readings, notably those attributed to Ibn Masʿūd and Ubayy b. Kaʿb, is examined as a problem of uṣūl al-fiqh. Following a critical thesis, evidence, counter-argument and synthesis framework, the study argues that canonical readings constitute a legitimate text-internal hermeneutical resource which widens the semantic field of a verse without compromising its unity, whereas shādhdh readings possess exegetical rather than normative value. Particular attention is paid to the commentaries of al-Ṭabarī, al-Qurṭubī and al-Zamakhsharī and to the juristic discussions of Ibn Rushd and al-Jaṣṣāṣ. It concludes that the variance among readings is best understood as a controlled plurality, and recommends that contemporary exegetical and juristic research integrate qirā'āt systematically into the methodology of deriving rulings.

Keywords: Qirā'āt (Qur'anic Readings), Tafsīr (Exegesis), Seven Aḥruf, Islamic Jurisprudence (Fiqh), Ibn Mujāhid

تعارف

قرآنِ کریم کی نصی حیثیت کے ساتھ اس کے اداء و تلاوت کے متنوع طرق کا سوال اسلامی علمی روایت کے قدیم ترین مباحث میں شمار ہوتا ہے۔ قراءات کا علم بظاہر تلفظ و اداء کا فن معلوم ہوتا ہے، مگر عملاً یہ تفسیر، لغت، نحو اور فقہی استنباط کے مابین ایک ایسا مشترکہ میدان ہے جہاں لفظ کی معمولی صوتی

یا صرفی تبدیلی حکم یا مفہوم کے دائرے کو بدل دیتی ہے۔ ابن خلدون نے اسی بنا پر قراءات کو علومِ نقلیہ میں شمار کیا جن کا مدار سند اور روایت پر ہے۔[1]

قرآنِ کریم کی جمع و تلاوت کا اہتمام خود قرآن کا اعلان ہے: ﴿إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ ۝ فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ﴾ (بے شک اس کا جمع کرنا اور پڑھوانا ہمارے ذمے ہے، پھر جب ہم اسے پڑھ چکیں تو اس کی قراءت کی پیروی کرو)۔[2] یہی تلاوت کی ہدایت قراءات کے علم کی نصی اساس ہے۔

اس مقالے کا بنیادی مقدمہ (Thesis) یہ ہے کہ متواتر و مقبول قراءات تفسیر کے لیے ایک داخلی اور معتبر ہرمینیوٹک وسیلہ ہیں جو آیت کے معنوی دائرے کو وسعت دیتی ہیں مگر اس کی وحدت کو مجروح نہیں کرتیں، جبکہ شاذ قراءات کی قدر تفسیری ہے، تشریعی نہیں۔ اس دعوے کی توثیق کے لیے مقالہ تقابلی و تجزیاتی منہج اختیار کرتا ہے اور کلاسیکی ماخذ، فقہی مباحث اور معاصر مغربی و اسلامی تحقیق کو باہم مکالمے میں رکھتا ہے۔ مغربی تحقیق میں نولدکے، برگشترسر اور پریتس کی خدمات سے لے کر آرتھر جیفری، ناصر اور میلچرٹ کے مطالعات تک ایک مسلسل علمی روایت موجود ہے،[3] جبکہ مسلم علمی حلقوں میں ابن الجزری سے لے کر معاصر محققین تک متواتر قراءات کے دفاع اور ان کی توضیح کا سلسلہ جاری ہے۔[4]

مقالہ ساخت کے اعتبار سے پانچ حصوں میں منقسم ہے: پہلے حصے میں اصطلاحات اور احرفِ سبعہ کی بحث ہے؛ دوسرے میں تاریخی تشکیل اور معیارِ قبولیت؛ تیسرے میں تفسیری مضمرات؛ چوتھے میں فقہی مضمرات اور شاذ قراءات کی حجیت؛ اور آخر میں اعتراض و جواب اور ترکیبی نتائج پیش کیے گئے ہیں۔ ہر مقام پر بحث کی ترتیب یہ رکھی گئی ہے کہ پہلے مقدمہ، پھر دلیل، پھر مخالف نقطۂ نظر اور آخر میں ترکیب بیان کی جائے۔

قراءات کا مفہوم، اصطلاحات اور احرفِ سبعہ

لغوی و اصطلاحی تحدید

لغوی اعتبار سے «قراءات» قراءت کی جمع ہے جس کا مادہ «قرأ» ہے۔ اصطلاح میں اس سے مراد قرآنی کلمات کی ادائیگی کے وہ مختلف طریقے ہیں جو کسی امامِ فن کی طرف منسوب اور سند کے ساتھ منقول ہوں۔ اس علم میں چار اصطلاحات بنیادی ہیں: «قراءت» وہ وجہِ اداء ہے جو کسی امام (مثلاً نافع) سے منسوب ہو؛ «روایت» اس امام سے براہِ راست راوی (مثلاً ورش یا حفص) کی نقل ہے؛ «طریق» راوی کے بعد کے شاگردوں کی سند ہے؛ اور «وجہ» وہ جزوی اداء ہے جو ایک ہی روایت کے اندر اختیار کی جاتی ہے۔[5]

زرکشی نے اس باب میں ایک بنیادی اصول بیان کیا کہ قرآن اور قراءات دو مغائر حقیقتیں ہیں؛ قرآن وہ وحی ہے جو بیان و اعجاز کے لیے نازل ہوئی اور قراءات اس وحی کے الفاظ کی اداء کے اختلاف کا نام ہیں۔[6] یہ فرق اس لیے اہم ہے کہ اس کے بعد ہی یہ سوال معقول طور پر اٹھایا جا سکتا ہے کہ کون سی قراءت قرآنی حیثیت رکھتی ہے اور کون سی محض تفسیری روایت۔

---

[1] Ibn Khaldūn, The Muqaddimah: An Introduction to History, trans. Franz Rosenthal, 2nd ed., 3 vols. (Princeton, NJ: Princeton University Press, 1967), vol. 2, chap. 6, section on the sciences of the Qur’an: Qur’an interpretation and Qur’an reading.

[2] القرآن الکریم، سورۃ القیامۃ 75: 17–18؛ نیز دیکھیے: محمد بن جریر الطبری، جامع البیان عن تاویل آی القرآن، تحقیق احمد محمد شاکر (بیروت: موسسۃ الرسالۃ، 2000ء)، تفسیر سورۃ القیامۃ 75: 17–18۔

[3] Theodor Nöldeke et al., Geschichte des Qorāns, 2nd ed., vol. 3, Die Geschichte des Korantexts, by Gotthelf Bergsträsser and Otto Pretzl (Leipzig: Dieterich, 1938)؛ Arthur Jeffery, Materials for the History of the Text of the Qurʾān: The Old Codices (Leiden: Brill, 1937), passim.

[4] Muhammad Taqi Usmani, An Approach to the Quranic Sciences, trans. Muhammad Swaleh Siddiqui (Karachi: Darul Ishaat, 2000), chap. “History of Preservation of the Qur’an”.

[5] ابن الجزری، النشر فی القراءات العشر، تحقیق علی محمد الضباع (قاہرہ: المکتبۃ التجاریۃ الکبری، س ن)، 1: 9–10۔

[6] بدر الدین الزرکشی، البرہان فی علوم القرآن، تحقیق محمد ابو الفضل ابراہیم (قاہرہ: دار احیاء الکتب العربیۃ، 1957ء)، 1: 318۔

قراءات کے اختلافات کی نوعیت پر غور کیا جائے تو انہیں چند بنیادی اقسام میں تقسیم کیا جا سکتا ہے: اعراب و حرکات کا اختلاف، صرفی ہیئت اور افراد و جمع کا اختلاف، حروف کا ابدال، زیادت و نقصان، تقدیم و تاخیر، اور لہجات کا فرق۔ ان میں سے اول الذکر اقسام عموماً معنی کی تنویع سے متعلق ہوتی ہیں، جبکہ لہجاتی اختلافات (جیسے امالہ، تسہیل اور ادغام) کا تعلق اداء کے صوتی پہلو سے ہے اور وہ مفہومِ آیت پر اثر انداز نہیں ہوتے۔[7] اسی بنا پر قراءات کا مطالعہ ایک ایسے منہج کا متقاضی ہے جو صوتی اختلاف اور معنوی اختلاف کے درمیان فرق کو ملحوظ رکھے۔

قرآن کریم نے خود تلاوت میں ترتیل اور ٹھہراؤ کا حکم دیا: ﴿وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا﴾ (اور قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھو)۔[8] اس حکم سے واضح ہوتا ہے کہ اداء و تلاوت کا اہتمام محض ذوقی نہیں بلکہ دینی مقصدیت رکھتا ہے، اور یہی مقصدیت قراءات کے ضبط و تدوین کی علمی اساس ہے۔

احرفِ سبعہ اور قراءاتِ سبعہ: ایک جوہری امتیاز

صحیح بخاری میں سیدنا عمر اور ہشام بن حکیم رضی اللہ عنہما کے اس واقعے کا ذکر موجود ہے جس میں دونوں نے سورۃ الفرقان کی تلاوت مختلف انداز میں سنی اور رسول اللہ ﷺ نے دونوں کی تصویب فرما کر ارشاد فرمایا کہ قرآن سات حروف پر نازل ہوا ہے۔[9] اس حدیث کے مفہوم میں علما کے درجنوں اقوال ملتے ہیں، جن میں لغاتِ عرب، وجوہِ تلاوت اور معنوی اقسام کے اقوال نمایاں ہیں۔[10]

ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جبریل علیہ السلام نے مجھے ایک حرف پر پڑھایا، پھر میں ان سے زیادتی طلب کرتا رہا یہاں تک کہ وہ سات حروف تک پہنچ گئے۔[11] اس روایت سے احرف کی حکمت یعنی امت پر تیسیر و تخفیف کا پہلو بالکل نمایاں ہو جاتا ہے، جس کی روشنی میں احرفِ سبعہ کو محض سات ائمہ کی قراءات تک محدود کرنا تاریخی اور نصی دونوں اعتبار سے درست نہیں رہتا۔

یہاں اصل علمی نکتہ یہ ہے کہ ابن مجاہد کے مرتب کردہ سات قراء کی قراءات کو سات حروف کے مساوی سمجھ لینا ایک تاریخی خلط ہے، کیونکہ یہ ائمہ دوسری صدی ہجری کے ہیں جبکہ حدیثِ احرف کا تعلق عہدِ نبوی سے ہے۔ بعد کے علما نے اسی اشتباہ کی نشاندہی کی، اور ابن الجزری کی تصریح کے مطابق صحیح قراءت سات ائمہ تک محدود نہیں۔[12]

مندرجہ ذیل جدول ابن مجاہد کے منتخب کردہ سات ائمہ اور ان کے مشہور رواۃ کا مجموعی خاکہ پیش کرتا ہے۔

امام	مرکز	سنِ وفات	مشہور رواۃ
نافع	مدینہ منورہ	169ھ	قالون، ورش

[7] Ahmad ʿAlī al-Imām, Variant Readings of the Qurʾān: A Critical Study of Their Historical and Linguistic Origins (Herndon, VA: International Institute of Islamic Thought, 1998), passim؛ Shady Hekmat Nasser, The Second Canonization of the Qurʾān (324/936): Ibn Mujāhid and the Founding of the Seven Readings (Leiden: Brill, 2020), chap. 5.

[8] القرآن الکریم، سورۃ المزمل 73: 4؛ نیز دیکھیے: محمد بن احمد القرطبی، الجامع لاحکام القرآن، تحقیق احمد البردونی و ابراہیم اطفیش (قاہرہ: دار الکتب المصریۃ، 1964ء)، تفسیر سورۃ المزمل 73: 4۔

[9] محمد بن اسماعیل البخاری، صحیح البخاری، تحقیق محمد زہیر بن ناصر الناصر (بیروت: دار طوق النجاۃ، 1422ھ)، کتاب فضائل القرآن، باب انزل القرآن علی سبعۃ احرف، حدیث 4992؛ نیز دیکھیے: مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، تحقیق محمد فواد عبدالباقی (بیروت: دار احیاء التراث العربی، س ن)، کتاب صلاۃ المسافرین، باب بیان ان القرآن علی سبعۃ احرف، حدیث 818۔

[10] جلال الدین السیوطی، الاتقان فی علوم القرآن، تحقیق محمد ابو الفضل ابراہیم (قاہرہ: الہیئۃ المصریۃ العامۃ للکتاب، 1974ء)، نوع: معرفۃ المتواتر والمشہور والآحاد والشاذ؛ Usmani, Approach to the Quranic Sciences, chap. “The Seven Huruf of the Qur’an.”

[11] البخاری، صحیح البخاری، کتاب بدء الخلق، باب ذکر الملائکۃ، حدیث 3219؛ مسلم، صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب بیان ان القرآن علی سبعۃ احرف، حدیث 819۔

[12] ابن الجزری، النشر، 1: 9۔

امام	مرکز	سنِ وفات	مشہور رواۃ
ابن کثیر	مکہ مکرمہ	120ھ	بزی، قنبل
ابو عمرو	بصرہ	154ھ	دوری، سوسی
ابن عامر	دمشق	118ھ	ہشام، ابن ذکوان
عاصم	کوفہ	127ھ	شعبہ، حفص
حمزہ	کوفہ	156ھ	خلف، خلاد
کسائی	کوفہ	189ھ	ابو الحارث، دوری

جدول 1: قراءاتِ سبعہ کے ائمہ اور رواۃ (بحوالہ ابن مجاہد و ابن الجزری، مصنف کی تدوین)

قراءات کی تاریخی تشکیل اور معیارِ قبولیت

جمعِ قرآن اور مصاحفِ عثمانی

صحیح بخاری کی روایت کے مطابق جنگِ یمامہ میں حفاظ کی شہادت کے بعد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی تجویز پر سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے زید بن ثابت کو قرآن کی جمع کا حکم دیا، اور یوں پہلا سرکاری مجموعہ تیار ہوا۔[13]

تاریخی طور پر قراءات کی بنیاد وہ مصاحف ہیں جو صحابہ کرام کے پاس موجود تھے اور بعد ازاں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کی بنیاد پر امصار کے لیے مصاحف تیار کروائے۔ بخاری کی روایت کے مطابق حذیفہ بن یمان کی تشویش پر اس اقدام کی تحریک پیدا ہوئی۔[14] ابن الجزری کے بقول مصاحفِ عثمانی کے درمیان جو معمولی رسمی فرق ملتا ہے وہ اس لیے ہے کہ ہر مصحف میں وہ وجوہ لکھی گئیں جو عرضۂ اخیرہ میں ثابت تھیں۔[15] قرآن کی حفاظت کا قرآنی وعدہ ﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ﴾ (ہم نے ہی اس ذکر کو نازل کیا اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں) اسی تاریخی عمل کی تفسیری بنیاد فراہم کرتا ہے۔[16]

ابن مجاہد، تسبیع اور ضوابطِ ثلاثہ

چوتھی صدی ہجری میں ابن مجاہد (م 324ھ) نے کتاب السبعۃ میں سات امصار کے سات ائمہ کی قراءات کو مدوّن کیا۔[17] بعد ازاں ابن الجزری نے صحتِ قراءت کے لیے تین ارکان متعین کیے: عربی لغت سے موافقت خواہ ایک وجہ سے ہو، کسی ایک مصحفِ عثمانی سے موافقت خواہ احتمالاً ہو، اور سند کی صحت۔ ان میں سے کوئی ایک رکن مفقود ہو تو قراءت ضعیف یا شاذ شمار ہوتی ہے خواہ سات ائمہ ہی سے منقول ہو۔[18]

روایتی بیانیہ اور تنقیدی مطالعات

روایتی موقف یہ ہے کہ یہ قراءات توقیفی اور متواتر ہیں۔ اس کے برعکس شادی ناصر کا استدلال ہے کہ تواتر کا نظریہ بعد کی تشکیل ہے، اور ابن مجاہد کا عمل دراصل ایک «ثانوی تدوینِ قرآن» تھا جس نے

[13] البخاری، صحیح البخاری، کتاب فضائل القرآن، باب جمع القرآن، حدیث 4986۔
[14] البخاری، صحیح البخاری، کتاب فضائل القرآن، باب جمع القرآن، حدیث 4987۔
[15] ابن الجزری، النشر، 1: 32۔
[16] القرآن الکریم، سورۃ الحجر 15: 9؛ نیز دیکھیے: الطبری، جامع البیان، تفسیر سورۃ الحجر 15: 9۔
[17] ابن مجاہد، کتاب السبعۃ فی القراءات، تحقیق شوقی ضیف (قاہرہ: دار المعارف، 1972ء)، مقدمۃ المحقق۔
[18] ابن الجزری، النشر، 1: 9۔

ماقبل کے متنوع قراءاتی منظرنامے کو محدود کر دیا۔[19] میلچرٹ بھی اسی سمت میں یہ دکھاتے ہیں کہ ابن مجاہد کی اصل جدت یہ تھی کہ انھوں نے اپنے منتخب سات کی تقریباً تمام روایات کو قبول کیا، جبکہ ان سے پہلے کے علما اپنے ترجیحی انتخاب کرتے تھے۔[20] گولڈزیہر نے قراءات کے اختلاف کو رسمِ خط کی ناقطہ و غیر مشکول حالت سے جوڑا، اور جیفری نے قدیم مصاحف کے اختلافات کو جمع کیا۔[21] اس کے مقابل احمد علی الامام جیسے محققین ان اختلافات کی توجیہ لہجاتِ عرب اور لسانی عوامل سے کرتے ہیں،[22] اور اعظمی نے شفاہی و تحریری دونوں تسلسل کے دفاع میں استدلال کیا۔[23]

ان متعارض آراء کا تجزیہ بتاتا ہے کہ بحث کا اصل نقطۂ اختلاف تاریخی تسلسل کی نوعیت ہے، تفسیری قدر نہیں۔ یہاں تک کہ ناقدین بھی اس امر سے اختلاف نہیں کرتے کہ مقبول قراءات صدیوں سے تفسیری و فقہی مباحث میں زیرِ استعمال رہی ہیں، اور یہی مقالہ کا اصل دائرہ ہے۔ مزید برآں قدیم مصاحف کی تحقیق سے ابن عامر جیسی قراءات کی تاریخی جڑوں کا کچھ سراغ ملتا ہے۔[24]

اس بحث کو درج ذیل تصوراتی خاکے میں سمیٹا جا سکتا ہے۔

نصِ قرآنی (رسمِ عثمانی)	←	اختلافِ قراءت	←	توجیہِ نحوی و لغوی	←	استنباطِ تفسیری و فقہی	

تصویر 1: قراءت سے استنباط تک کا تصوراتی خاکہ (مصنف کی اپنی تدوین)

منتخب قراءات کے تفسیری مضمرات

کلاسیکی مفسرین کے ہاں قراءات کا استعمال محض ضمنی نہیں بلکہ منہجی ہے۔ طبری اپنی تفسیر میں آیت کی وجوہِ قراءت ذکر کرتے، پھر معنی کی توجیہ کرتے اور بسا اوقات ایک قراءت کو ترجیح دیتے ہیں؛ زمخشری قراءات کو بلاغی نکات کی تفہیم میں برتتے ہیں؛ اور قرطبی ہر آیت کے ذیل میں قراءات اور ان کے احکامی اثرات کا ذکر کرتے ہیں۔[25] معاصر مفسرین میں ابن عاشور نے اپنے مقدمۂ تفسیر میں قراءات کو مستقل مقدمے کے طور پر برتا اور انھیں تفسیر کے وسائل میں شمار کیا۔[26]

اس تناظر میں قراءات کے تفسیری مضمرات تین سطحوں پر ظاہر ہوتے ہیں: معنی کی توسیع، ابہام کی توضیح، اور احکامی دلالت کی تعیین۔ آئندہ مثالیں انھی تین سطحوں کی نمائندہ ہیں۔

پہلی مثال سورۃ الفاتحہ کی ہے: ﴿مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ﴾ (روزِ جزا کا مالک)۔ عاصم، کسائی اور یعقوب نے «مالک» الف کے ساتھ پڑھا، جبکہ نافع، ابن کثیر، ابو عمرو، ابن عامر اور حمزہ نے «ملک» بغیر الف کے۔[27] «مالک» ملکیت اور تصرفِ مطلق کا تصور دیتا ہے جبکہ «ملک» سلطنت اور حکمرانی کا۔ دونوں قراءتیں مل کر یومِ جزا میں اللہ تعالیٰ کے اقتدار کی دو جہتیں واضح کرتی ہیں، اور یوں قراءت کا تنوع معنی میں تضاد پیدا کرنے کے بجائے تکمیل کا ذریعہ بنتا ہے۔[28]

---

[19] Nasser, Second Canonization, chap. 1؛ Shady Hekmat Nasser, The Transmission of the Variae Lectiones of the Qurʾān: The Problem of Tawātur and the Emergence of Shawādhdh (Leiden: Brill, 2013), passim.

[20] Christopher Melchert, "Ibn Mujāhid and the Establishment of Seven Qurʾanic Readings," Studia Islamica 91 (2000): 5–22.

[21] Ignaz Goldziher, Die Richtungen der islamischen Koranauslegung (Leiden: Brill, 1920), chap. 1؛ Jeffery, Materials, passim.

[22] al-Imām, Variant Readings, passim.

[23] M. M. al-Aʿẓamī, The History of the Qurʾānic Text from Revelation to Compilation: A Comparative Study with the Old and New Testaments (Leicester: UK Islamic Academy, 2003), passim.

[24] Yasin Dutton, "An Early Muṣḥaf According to the Reading of Ibn ʿĀmir," Journal of Qur'anic Studies 3, no. 1 (2001): 71–89.

[25] الطبری، جامع البیان، مقدمۃ المحقق؛ محمود بن عمر الزمخشری، الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل (بیروت: دار الکتاب العربی، 1407ھ)، مقدمۃ الکتاب؛ القرطبی، الجامع لاحکام القرآن، مقدمۃ الکتاب۔

[26] محمد الطاہر ابن عاشور، التحریر والتنویر (تونس: الدار التونسیۃ للنشر، 1984ء)، المقدمۃ السادسۃ۔

[27] القرآن الکریم، سورۃ الفاتحہ 1: 4؛ ابن مجاہد، کتاب السبعۃ، ذیل سورۃ الفاتحہ۔

[28] الطبری، جامع البیان، تفسیر سورۃ الفاتحہ 1: 4۔

دوسری مثال سورۃ الحجرات کی ہے: ﴿إِن جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا﴾ (اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو تحقیق کر لو)۔ حمزہ اور کسائی نے «فتثبتوا» پڑھا، جبکہ باقی ائمہ نے «فتبینوا»۔[29] «تبیّن» واضح ہونے اور تحقیق کا مفہوم رکھتا ہے اور «تثبّت» ٹھہراؤ اور توقف کا۔ دونوں مل کر خبرِ فاسق کے باب میں اس منہج کی بنیاد رکھتے ہیں جو بعد میں علمِ جرح و تعدیل میں منضبط ہوا۔[30]

تیسری مثال سورۃ البقرۃ کی ہے: ﴿وَلَا تُقَاتِلُوهُمْ عِندَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتَّىٰ يُقَاتِلُوكُمْ فِيهِ﴾ (اور مسجدِ حرام کے پاس ان سے قتال نہ کرو یہاں تک کہ وہ تم سے وہاں قتال کریں)۔ حمزہ اور کسائی نے فعل کو «تقتلوهم... يقتلوكم... قتلوكم فاقتلوهم» پڑھا۔[31] اس طرح حرم میں جنگ کی ممانعت کا استثنا بالکل واضح ہو جاتا ہے، یعنی قتل کی ابتدا کرنے والوں سے مدافعت کی اجازت ہے، اور یہ استنباط تفسیر و فقہ دونوں میں اثر انداز ہوتا ہے۔[32]

چوتھی مثال ابن عامر کی قراءت کی ہے: ﴿وَكَذَٰلِكَ زَيَّنَ لِكَثِيرٍ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ قَتْلَ أَوْلَادِهِمْ شُرَكَاؤُهُمْ﴾۔ ابن عامر نے اسے «زُيِّنَ... قتلُ أولادِهم شركائِهم» پڑھا جس میں مصدر اور اس کے فاعل کے درمیان مفعول کا فصل واقع ہے۔ زمخشری نے اس قراءت پر سخت لسانی نقد کیا۔[33] یہ مثال اس علمی تناؤ کی نمائندہ ہے جو نحوی معیار اور روایتی سند کے مابین پایا جاتا ہے، اور ابن الجزری کے تینوں ارکان میں سے عربی کی موافقت کے رکن کی وسعت (ولو بوجہ) اسی کشمکش کا جواب ہے۔[34]

منتخب قراءات کے فقہی مضمرات

فقہی استنباط میں قراءت کا اثر سب سے زیادہ طہارت اور نکاح و طلاق کے ابواب میں نمایاں ہے۔ ابن رشد نے بدایۃ المجتہد میں کئی مسائل کے اختلاف کا سبب قراءت کے تنوع کو قرار دیا ہے۔[35]

حائضہ سے مباشرت: يَطْهُرْنَ اور يَطَّهَّرْنَ

ارشادِ باری ہے: ﴿وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّىٰ يَطْهُرْنَ ۖ فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللَّهُ﴾ (ان کے قریب نہ جاؤ یہاں تک کہ وہ پاک ہو جائیں، پھر جب خوب پاک ہو جائیں تو ان کے پاس آؤ جہاں سے اللہ نے تمہیں حکم دیا)۔[36] نافع، ابن کثیر، ابو عمرو، ابن عامر اور حفص نے «يطهرن» تخفیف کے ساتھ پڑھا، جبکہ حمزہ، کسائی اور شعبہ نے «يطّهّرن» تشدید کے ساتھ۔[37] تخفیف والی قراءت خونِ حیض کے انقطاع کو غایت ٹھہراتی ہے اور تشدید والی قراءت غسل یا تطہیر کو۔ جمہور فقہا (مالکیہ، شافعیہ اور حنابلہ) نے دونوں کو یکجا کر کے غسل تک ممانعت کا موقف اختیار کیا، جبکہ احناف نے تفصیل کی کہ اگر خون اپنی اکثر مدت (دس دن) پر منقطع ہو تو غسل سے پہلے بھی حلت ہے، اور اس سے کم مدت میں غسل یا ایک نماز کا وقت گزرنا ضروری ہے۔[38]

وضو میں پاؤں: وَأَرْجُلَكُمْ کا نصب و جر

سورۃ المائدہ میں ہے: ﴿وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ﴾ (اپنے سروں کا مسح کرو اور اپنے پاؤں ٹخنوں تک)۔[39] نافع، ابن عامر، کسائی اور حفص نے «ارجلکم» نصب کے ساتھ پڑھا جس سے عطف

---

[29] القرآن الکریم، سورۃ الحجرات 49: 6؛ ابن مجاہد، کتاب السبعۃ، ذیل سورۃ الحجرات۔

[30] القرطبی، الجامع لاحکام القرآن، تفسیر سورۃ الحجرات 49: 6۔

[31] القرآن الکریم، سورۃ البقرۃ 2: 191؛ ابن مجاہد، کتاب السبعۃ، ذیل سورۃ البقرۃ 2: 191۔

[32] القرطبی، الجامع لاحکام القرآن، تفسیر سورۃ البقرۃ 2: 191۔

[33] الزمخشری، الکشاف، تفسیر سورۃ الانعام 6: 137۔

[34] ابن الجزری، النشر، 1: 9۔

[35] ابن رشد، بدایۃ المجتہد ونہایۃ المقتصد (بیروت: دار المعرفۃ، 1982ء)، کتاب الطہارۃ۔

[36] القرآن الکریم، سورۃ البقرۃ 2: 222؛ نیز دیکھیے: الطبری، جامع البیان، تفسیر سورۃ البقرۃ 2: 222؛ القرطبی، الجامع لاحکام القرآن، تفسیر سورۃ البقرۃ 2: 222۔

[37] ابن مجاہد، کتاب السبعۃ، ذیل سورۃ البقرۃ 2: 222۔

[38] ابن رشد، بدایۃ المجتہد، کتاب الطہارۃ، باب الحیض۔

[39] القرآن الکریم، سورۃ المائدہ 5: 6

«وجوهکم» پر ہو کر دھونے کا حکم نکلتا ہے، جبکہ ابن کثیر، ابو عمرو، حمزہ اور شعبہ نے جر کے ساتھ پڑھا جس سے مسح کا احتمال پیدا ہوتا ہے۔[40] اہلِ سنت کی اکثریت نے غسل کو فرض قرار دیا اور جر والی قراءت کو جوار یا موزوں پر مسح کی تعبیر سے ہم آہنگ کیا، جبکہ امامیہ مسح کے قائل ہیں۔[41] بعض علما نے دونوں کو جمع کرنے کا موقف بھی اختیار کیا۔

لمس نساء: لَامَسْتُمُ اور لَمَسْتُمُ

﴿أَوْ لَامَسْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا﴾ (یا تم نے عورتوں کو چھوا اور پانی نہ پایا تو تیمم کرو)۔[42] حمزہ اور کسائی نے «لمستم» بغیر الف کے پڑھا اور باقی نے «لامستم»۔[43] شافعیہ نے لفظ کو اس کے ظاہر پر محمول کر کے بلا حائل چھونے کو ناقضِ وضو قرار دیا، جبکہ احناف نے اسے جماع سے کنایہ مانا، اور ابن عباس سے اس مفہوم کی روایت منقول ہے۔[44]

مذکورہ مسائل کا تقابلی خاکہ درج ذیل جدول میں ملاحظہ کیجیے۔

آیت	اختلافِ قراءت	فقہی نتیجہ (ایک رخ)	فقہی نتیجہ (دوسرا رخ)
البقرۃ 2: 222	یطهرن / یطّهّرن	انقطاعِ خون پر بعض احوال میں حلّت (احناف)	غسل تک ممانعت (جمہور)
المائدہ 5: 6	ارجلکم: نصب / جر	پاؤں دھونا (جمہور اہلِ سنت)	پاؤں کا مسح (امامیہ)
النساء 4: 43	لامستم / لمستم	لمس ناقضِ وضو (شافعیہ)	لمس بمعنی جماع (احناف)

جدول 2: منتخب قراءات کے فقہی اثرات کا تقابلی جائزہ (مصنف کی اپنی تدوین)

قراءاتِ شاذہ کی حجیت: ایک اصولی مسئلہ

شاذ قراءات کی حجیت کا مسئلہ مباحثِ اصولِ فقہ میں اس لیے اہم ہے کہ اس کا تعلق خبرِ واحد، تواتر اور نصِ قرآنی کے باہمی رشتے سے ہے۔ سیوطی نے اس نوع کی تفصیلات کو متواتر، مشہور، آحاد اور شاذ کی درجہ بندی میں پیش کیا ہے۔[45] اس باب میں حنفیہ اور شافعیہ کے رجحانات مختلف ہیں۔

شاذ قراءات کا بڑا ذخیرہ ابن مسعود اور ابی بن کعب جیسے صحابہ کے مصاحف سے منسوب ہے، جنھیں جیفری نے قدیم مصاحف کے عنوان سے مرتب کیا۔[46] عہدِ عثمانی کے بعد ان قراءات کی حیثیت مصحفِ امام کے مقابل ثانوی ٹھہری، اگرچہ تفسیری روایت میں ان کی قدر برقرار رہی۔

کفارۂ یمین میں ﴿فَمَن لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ﴾ (جو نہ پائے تو تین دن کے روزے) کے بارے میں ابن مسعود اور ابی بن کعب کی طرف «متتابعات» کے اضافے کی قراءت منسوب ہے۔[47] احناف نے اس اضافے کو بطور خبرِ مشہور قبول کر کے تتابع کو لازم قرار دیا، جبکہ دیگر مذاہب نے اسے قرآن یا قابلِ استدلال نہ مان کر تتابع کو واجب نہیں سمجھا۔[48]

اسی طرح سورۃ النساء 4: 12 میں کلالہ کے بھائی بہن کے ذکر میں سعد بن ابی وقاص کی طرف «من أمّ» کے اضافے کی نسبت ملتی ہے۔ جمہور اہلِ علم اس سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ یہاں مراد اخیافی

---

[40] ابن مجاہد، کتاب السبعۃ، ذیل سورۃ المائدہ 5: 6۔

[41] القرطبی، الجامع لاحکام القرآن، تفسیر سورۃ المائدہ 5: 6؛ محمد حسین طباطبائی، المیزان فی تفسیر القرآن (بیروت: موسسۃ الاعلمی للمطبوعات، 1997ء)، تفسیر سورۃ المائدہ 5: 6۔

[42] القرآن الکریم، سورۃ النساء 4: 43

[43] ابن مجاہد، کتاب السبعۃ، ذیل سورۃ النساء 4: 43۔

[44] الطبری، جامع البیان، تفسیر سورۃ النساء 4: 43؛ ابن رشد، بدایۃ المجتہد، کتاب الطہارۃ، باب نواقض الوضوء۔

[45] السیوطی، الاتقان، نوع: معرفۃ المتواتر والمشہور والآحاد والشاذ۔

[46] Jeffery, Materials, passim.

[47] القرآن الکریم، سورۃ المائدہ 5: 89؛ احمد بن علی الجصاص، احکام القرآن، تحقیق محمد صادق القمحاوی (بیروت: دار احیاء التراث العربی، 1405ھ)، تفسیر سورۃ المائدہ 5: 89۔

[48] ابن رشد، بدایۃ المجتہد، کتاب الایمان والنذور۔

بہن بھائی ہیں، یعنی شاذ قراءت نے تفسیر کے طور پر کام کیا۔[49] سورۃ البقرۃ 2: 184 کی آیت ﴿وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ﴾ میں بھی ابن عباس کی تفسیری توضیح بخاری میں منقول ہے۔[50]

اس کے برعکس سورۃ النساء 4: 24 میں «الی أجل مسمّی» کے اضافے کی نسبت ابی بن کعب اور ابن عباس کی طرف کی گئی ہے۔[51] بعض امامی علما اس سے متعہ کے جواز پر استدلال کرتے ہیں،[52] جبکہ اہلِ سنت اس اضافے کو قرآنی نص تسلیم نہیں کرتے اور متعہ کی ممانعت کی صحیح احادیث کو حجت سمجھتے ہیں۔[53] اسی طرح ﴿وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا﴾ میں ابن مسعود کی طرف «ایمانہما» کی قراءت منسوب ہے جسے فقہا دایاں ہاتھ کاٹنے کے مفہوم کی تائید میں ذکر کرتے ہیں۔[54]

قراءات سے استدلال کا منہجی ضابطہ

سابقہ مباحث کی روشنی میں ایک مفسر یا فقیہ کے لیے قراءات سے استدلال کا ایک منضبط طریقہ مرتب کیا جا سکتا ہے۔ پہلا مرحلہ قراءت کے درجے کا تعین ہے، یعنی یہ دیکھنا کہ آیا وہ ابن الجزری کے تین ارکان پر پوری اترتی ہے یا شاذ ہے۔[55] دوسرا مرحلہ لغوی و نحوی توجیہ ہے جس میں قراءت کے اعراب اور صرفی ہیئت کا تجزیہ کیا جاتا ہے۔ تیسرا مرحلہ جمع بین القراءتین ہے، یعنی دونوں قراءتوں کو ایک دوسرے کی تکمیل سمجھ کر معنی کی ایک ایسی تعبیر تلاش کرنا جو دونوں کو سمیٹ سکے، جیسا کہ مالک و ملک اور یطهرن و یطّهّرن کی مثالوں میں دیکھا گیا۔ چوتھا مرحلہ ترجیح ہے جو صرف اسی وقت اختیار کی جائے جب جمع ممکن نہ ہو۔ پانچواں مرحلہ استنباط ہے جس میں نتیجہ حکمِ شرعی یا تفسیری مفہوم کی صورت میں اخذ کیا جاتا ہے۔

اس ضابطے کا فائدہ یہ ہے کہ یہ قراءت کو نہ تو غیر ضروری طور پر نظر انداز کرتا ہے اور نہ اسے ہر اختلافِ فقہی کا واحد سبب بنا دیتا ہے۔ نیز یہ تفسیری روایت کی اس خصوصیت کو برقرار رکھتا ہے کہ اس میں متن کی نصی حیثیت، سند کی صحت اور عربی لغت کے معیارات بیک وقت ملحوظ رہتے ہیں۔

اعتراض اور ترکیبی نتیجہ

اس موقف پر ایک اعتراض یہ وارد ہوتا ہے کہ اگر قراءات معنی میں اس قدر اثر رکھتی ہیں تو متن کی وحدت کیسے برقرار رہتی ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ بیشتر اختلافات لفظی و صوتی نوعیت کے ہیں اور جہاں معنوی فرق ہے وہاں ان میں تضاد نہیں بلکہ تنوع و تکمیل ہے، جیسا کہ مالک اور ملک کی مثال سے واضح ہوا۔ مزید یہ کہ فقہی اختلاف کا سبب صرف قراءت نہیں بلکہ دلالتِ لفظ کی مشترکہ حیثیت اور مجتہدین کے اصولی مناہج بھی ہیں، چنانچہ قراءت کو اس اختلاف کا واحد سبب قرار دینا درست نہیں ہوگا۔[56] میلچرٹ نے بھی یہ نشاندہی کی ہے کہ فقہی استدلال میں قراءات کا استعمال عموماً محدود رہا اور فقہا نے بالعموم انہیں اس بحث میں برتا کہ کون سی قراءت نماز میں پڑھی جا سکتی ہے۔[57] اس سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ قراءات کے فقہی اثرات کو مبالغے کے بجائے محدود اور مخصوص مقامات تک محدود سمجھنا علمی دیانت کا تقاضا ہے۔

---

[49] الطبری، جامع البیان، تفسیر سورۃ النساء 4: 12؛ القرطبی، الجامع لاحکام القرآن، تفسیر سورۃ النساء 4: 12۔

[50] البخاری، صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب ایاما معدودات، حدیث 4505۔

[51] الطبری، جامع البیان، تفسیر سورۃ النساء 4: 24۔

[52] طباطبائی، المیزان، تفسیر سورۃ النساء 4: 24۔

[53] البخاری، صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب نہی النبی عن نکاح المتعۃ آخراً، حدیث 5115؛ مسلم، صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب نکاح المتعۃ، حدیث 1406۔

[54] القرطبی، الجامع لاحکام القرآن، تفسیر سورۃ المائدہ 5: 38۔

[55] ابن الجزری، النشر، 1: 9۔

[56] ابن رشد، بدایۃ المجتہد، مقدمۃ الکتاب۔

[57] Christopher Melchert, “The Variant Readings in Islamic Law,” Journal of the International Qur’anic Studies Association 7, no. 1 (2023): 7–26.

ترکیبی نتیجہ یہ ہے کہ مقبول قراءات ایک منضبط تکثیر کی نمائندگی کرتی ہیں جو سند، رسم اور لغت کے تین ضوابط سے مقید ہے، جبکہ شاذ قراءات تفسیری شہادت کے طور پر قیمتی ہیں مگر تشریعی استنباط میں ان کا مقام قراءاتِ مقبولہ سے کم تر ہے۔ تاریخی تدوین کے متعلق تنقیدی مباحث اس نتیجے کو منسوخ نہیں کرتے بلکہ اسے مزید علمی گہرائی عطا کرتے ہیں۔

عملی سطح پر اس تحقیق سے تین سفارشات سامنے آتی ہیں۔ اول، جامعات کے شعبۂ علومِ اسلامیہ میں قراءات کو محض تجوید کے ذیل میں پڑھانے کے بجائے علمِ تفسیر اور اصولِ فقہ کے ایک لازمی جزو کے طور پر شامل کیا جائے۔ دوم، تفسیری و فقہی تحقیقی مقالات میں ہر اس آیت کے ذیل میں، جہاں مقبول قراءات کے درمیان معنوی فرق موجود ہو، قراءات کی توجیہ کو ایک مستقل تجزیاتی خانے کی حیثیت دی جائے۔ سوم، قدیم مخطوطات اور مصاحف کے جدید تحقیقی کام کو روایتی اسناد کے مطالعے کے ساتھ ملا کر ایسی تحقیق کی جائے جو تاریخی تدوین کے سوالات کا علمی، غیر جانب دار اور تعمیری جواب فراہم کرے۔

خلاصہ بحث

زیرِ نظر مقالے میں قراءاتِ قرآنیہ کو تفسیر اور فقہ کے تناظر میں تقابلی طور پر پرکھا گیا۔ اول، قرآن اور قراءات کا فرق اور احرفِ سبعہ و قراءاتِ سبعہ کا امتیاز واضح کیا گیا۔ دوم، جمعِ قرآن سے ابن مجاہد اور ابن الجزری کے ضوابط تک تاریخی تشکیل کو روایتی اور تنقیدی مطالعات کی روشنی میں دیکھا گیا۔ سوم، فاتحہ، حجرات اور بقرہ سے لے کر وضو، طہارت اور کفارات کے مسائل تک مثالوں سے ثابت ہوا کہ مقبول قراءات معنی کے دائرے کو وسعت دیتی ہیں اور شاذ قراءات تفسیری قرینے کا کام دیتی ہیں۔ سفارش کی جاتی ہے کہ تفسیری و فقہی تحقیق میں قراءات کو منہجی طور پر شامل کیا جائے، اور مستقبل میں قدیم مخطوطات اور مصاحف کی روشنی میں تاریخی تدوین پر مزید تحقیق کی جائے۔

کتابیات (Bibliography)

القرآن الکریم۔

ابن الجزری، محمد بن محمد۔ النشر فی القراءات العشر۔ تحقیق علی محمد الضباع۔ قاہرہ: المکتبۃ التجاریۃ الکبری، س ن۔

ابن رشد، محمد بن احمد۔ بدایۃ المجتہد ونہایۃ المقتصد۔ بیروت: دار المعرفۃ، 1982ء۔

ابن عاشور، محمد الطاہر۔ التحریر والتنویر۔ تونس: الدار التونسیۃ للنشر، 1984ء۔

ابن مجاہد، احمد بن موسی۔ کتاب السبعۃ فی القراءات۔ تحقیق شوقی ضیف۔ قاہرہ: دار المعارف، 1972ء۔

البخاری، محمد بن اسماعیل۔ صحیح البخاری۔ تحقیق محمد زہیر بن ناصر الناصر۔ بیروت: دار طوق النجاۃ، 1422ھ

الجصاص، احمد بن علی۔ احکام القرآن۔ تحقیق محمد صادق القمحاوی۔ بیروت: دار احیاء التراث العربی، 1405ھ

الزرکشی، بدر الدین۔ البرہان فی علوم القرآن۔ تحقیق محمد ابو الفضل ابراہیم۔ قاہرہ: دار احیاء الکتب العربیۃ، 1957ء۔

الزمخشری، محمود بن عمر۔ الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل۔ بیروت: دار الکتاب العربی، 1407ھ

السیوطی، جلال الدین۔ الاتقان فی علوم القرآن۔ تحقیق محمد ابو الفضل ابراہیم۔ قاہرہ: الہیئۃ المصریۃ العامۃ للکتاب، 1974ء۔

الطبری، محمد بن جریر۔ جامع البیان عن تاویل آی القرآن۔ تحقیق احمد محمد شاکر۔ بیروت: موسسۃ الرسالۃ، 2000ء۔

طباطبائی، محمد حسین۔ المیزان فی تفسیر القرآن۔ بیروت: موسسۃ الاعلمی للمطبوعات، 1997ء۔

القرطبی، محمد بن احمد۔ الجامع لاحکام القرآن۔ تحقیق احمد البردونی و ابراہیم اطفیش۔ قاہرہ: دار الکتب المصریۃ، 1964ء۔

مسلم بن الحجاج۔ صحیح مسلم۔ تحقیق محمد فواد عبدالباقی۔ بیروت: دار احیاء التراث العربی، س ن۔

al-Aʿẓamī, M. M. The History of the Qurʾānic Text from Revelation to Compilation: A Comparative Study with the Old and New Testaments. Leicester: UK Islamic Academy, 2003.

al-Imām, Ahmad ʿAlī. Variant Readings of the Qurʾān: A Critical Study of Their Historical and Linguistic Origins. Herndon, VA: International Institute of Islamic Thought, 1998.

Dutton, Yasin. "An Early Muṣḥaf According to the Reading of Ibn ʿĀmir." Journal of Qur'anic Studies 3, no. 1 (2001): 71–89.

Goldziher, Ignaz. Die Richtungen der islamischen Koranauslegung. Leiden: Brill, 1920.

Ibn Khaldūn. The Muqaddimah: An Introduction to History. Translated by Franz Rosenthal. 2nd ed. 3 vols. Princeton, NJ: Princeton University Press, 1967.

Jeffery, Arthur. Materials for the History of the Text of the Qurʾān: The Old Codices. Leiden: Brill, 1937.

Melchert, Christopher. "The Variant Readings in Islamic Law." Journal of the International Qur'anic Studies Association 7, no. 1 (2023): 7–26.

Melchert, Christopher. "Ibn Mujāhid and the Establishment of Seven Qurʾanic Readings." Studia Islamica 91 (2000): 5–22.

Nasser, Shady Hekmat. The Second Canonization of the Qurʾān (324/936): Ibn Mujāhid and the Founding of the Seven Readings. Leiden: Brill, 2020.

Nasser, Shady Hekmat. The Transmission of the Variae Lectiones of the Qurʾān: The Problem of Tawātur and the Emergence of Shawādhdh. Leiden: Brill, 2013.

Nöldeke, Theodor, et al. Geschichte des Qorāns. 2nd ed. Vol. 3, Die Geschichte des Korantexts, by Gotthelf Bergsträsser and Otto Pretzl. Leipzig: Dieterich, 1938.

Usmani, Muhammad Taqi. An Approach to the Quranic Sciences. Translated by Muhammad Swaleh Siddiqui. Karachi: Darul Ishaat, 2000.